UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

امام بوصیریؒ اور اقبالؒ کی نعتیہ شاعری کا موازنہ

A Comparison of Poetry of Imām Bauṣīrī and Iqbal in Praise of the Prophet (PBUH)

Dr. Shafiqa Bushra
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, University of Swat, Pakistan
Email:

Dr. Yahya Khan
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Swat, Pakistan
Email:

Hafiz Fazal Haq
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Swat, Pakistan
Email:
DOI:

Abstract:
Several leading writers have expressed their love for the Prophet (SAW) after his birth and revelation. Among these, Imām Bauṣīrī and Allama Iqbal are well-known Muslim poets and scholars who paid rich tribute in the honor of the last Prophet (SAW) in terms of love-through the extension of their poetry. In the present work, their poetry is compared in the same aspect. Imām Bauṣīrī, for instance, elaborates characteristics of the Prophet (SAW) in such a good-humored way that a reader feels as if no one like the Prophet (SAW) has ever existed! He is very exceptional in expressing his love, sorrow and helplessness. His poetry more philosophical and more realistic, at the same time, touches the ground realities and fill it with the fragrance of love for the Holy Prophet (SAW). To be more precise, his poetry feels like a (fluent) speech of his love for the Prophet (PBUH). Allama Iqbal, on the other hand, has a very typical and revolutionary approach in his poetry on the same issue. He, for example, targets the character building of youth through the love of the holy prophet (SAW). Moreover, his poetry put the love for the Holy Prophet (SAW) as an indispensable part of every individual, predominantly of a Muslim one. The qualitative research techniques have been used in the present work for the comparison of both these scholars' poetry, particularly that part which is related to the love for the Holy Prophet (SAW)-by one way or another.
***Keywords**: Imām Bauṣīrī, Allama Iqbal, True love, Praise, Poetry, Comparison*

تعارف

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

خالق ارض وسماء پر ایمان کے ساتھ ساتھ نبی مہربان سردار دوجہان محمد ﷺ پر بھی ایمان اور آپؐ کی ذات بابرکت سے عشق ومحبت نہ صرف ایمان کا شرط اولین اور اہم جز ہے بلکہ ایمان کی مسلسل بڑھوتری اور قرب الٰہی کا سب سے اہم ذریعہ اور وسیلہ ہے گویا یہ دونوں ایمان کی سب سے بنیادی اور اہم ترین اجزاء اور لازم وملزوم چیزیں ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس نے خود اپنے حبیب پاکؐ کو اپنی ذات کی صحیح پہچان اور تعارف کا ذریعہ بنا کر آپؐ پر ایمان اور عشق ومحبت کو قرب الٰہی اور دنیا اور اخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنایا۔اور یہ عشق ومحبت یک طرفہ نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق اور خاص کر انسانوں سے ستر ماؤں سے بڑھ کر محبت ہے اور نبیؐ کو بھی اپنی اُمت سے اتنی زیادہ محبت ہے کہ جس کی نظیر پیش کرنا ناممکن ہے۔اُمت کی نجات اور کامیابی کی خاطر تکالیف سختیاں اور صعوبتیں برداشت کرنے اور اُمت کے غم میں دن کا چین ارام اور رات کا سکون اپنے اوپر حرام کرنے کی ایک مکمل داستان ہے حتیٰ کہ دنیا سے رخصتی کے وقت بھی آپؐ کی زبان مبارک پر اُمتی اُمتی کے الفاظ جاری تھے۔اور نبیؐ نے بھی اسی طرح کی محبت کا تقاضا اپنی اُمت سے کیا اور اسی محبت کی وجہ سے صحابہ کرامؓ تاریخ انسانیت میں امر ہوگئے۔اور صحابہ کرامؓ اپنے ماں باپ اولاد حتیٰ کہ اپنی جان اور دنیا کی ہر قیمتی متاعِ حیات آپؐ پر قربان کرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے تھے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَرَضُوْاعَنْہُ کہہ کر ان کے ایمان پر مہر تصدیق ثبت کردی۔اور نبی علیہ الصلوہ والسلام نے فرمایا "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہے ان میں سے جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے" کہہ کر قیامت تک آنے والی نسلوں کو ان کی زندگی سے سبق حاصل کرنے کا حکم دیا، ابھی تک مومنین اسی چشمہ آب صافی سے اپنے ایمان کو جلا بخش رہے ہیں۔

نبی مہربانؐ سے اپنی بے پناہ محبت کا اظہار اہل علم خواتین وحضرات نے اپنی استعداد اور صلاحیتوں کے مطابق اپنے اپنے انداز میں کیا۔سیرت نگاروں نے سیرت نگاری، شعراء نے شاعری کو، نعت خواں اور قصیدہ گوں نے نعت خوانی اور قصیدہ گوئی کو نبیؐ سے محبت کے اظہار کا ذریعہ بنایا۔یہ سلسلہ نبی کی بعثت کے بعد شروع ہوا اور تاہنوز جاری ہے اور فی زمانہ ارباب علم ودانش نے اپنا حصہ ڈالنا اپنی سعادت اور خوش بختی سمجھا۔اور اس مبارک کام میں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلموں نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔نبیؐ سے محبت کے اظہار میں کچھ خوش بخت لوگوں نے ایسے گلہائے عقیدت پیش کئے۔جن کو بے پناہ پذیرائی اور شرف قبولیت حاصل ہوئی۔ان خوش قسمت لوگوں میں امام بوصیریؒ اور علامہ اقبالؒ بھی شامل ہیں۔

امام بوصیریؒ کا پورا نام محمد بن سعید ہے۔ان کی ولادت مصر کے قصبہ دُلاص میں اپنے ننہال میں یکم شوال ۶۰۸ھ (۷ مارچ ۱۲۱۳ء) میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور تیرہ سال کی عمر میں حافظ قرآن بن گئے۔اور اپنی جوانی کے ایام میں شعر کہنا شروع کیا۔ابتداء میں ہجو گو شاعر تھے۔جب روضۂ اقدسؐ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تو ان کی زندگی یکسر بدل گئی۔انہوں نے ہجو گوئی سے توبہ کرکے یہ عہد کیا کہ اب میں نعت پیغمبرؐ کے سوا کچھ بھی نہیں لکھا کروں گا اور اپنے اس عہد پر آپ عمر بھر قائم رہے۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرُبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ[1]

ترجمہ: حضور اکرمؐ کا اسم گرامی محمد ﷺ ہے آپؐ عرب وعجم، دین ودنیا، جن وبشر، دنیا وآخرت غرضیکہ ہر شے کے سردار۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

سَیِّدِنَا اَلْاٰمِرُ النَّاهِیْ فَلاَ اُحَدٌ
اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لاَ مِنْهُ وَلاَ نَعَمِ[2]

ترجمہ: ہمارے بلند مرتبہ رسول کریم ﷺ نیکیوں کا حکم دینے والے اور برائیوں سے منع کرنے والے ہیں پس کوئی بھی امر و نہی کے بیان کرنے میں حضورؐ سے زیادہ راست گو نہیں ہے۔

جس طرح عشق رسول ﷺ نے امام بوصیریؒ کی شاعری کا کایا پلٹ کر آپ سے قصیدہ بردہ شریف لکھوائی اور یہ قصیدہ دیوان بوصیریؒ کے نام سے معروف ہے۔ اور یہی دیوان عرب و عجم میں قبولیت اور شہرت کی بلندیوں کو چھوتا ہوا نظر آتا ہے۔ بالکل اسی طرح عجم میں شاعر مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی وجہ شہرت بھی نبی مہربان محمد مصطفی ﷺ سے محبت تھی اور یہ محبت آپ کی پوری شاعری میں نمایاں ہے، مگر ارمغان حجاز اس سلسلے کی وہ کڑی ہے جو عمر کے آخری حصے میں حضرت علامہ اقبالؒ نے خصوصی طور پر حجاز مقدس نبی مہربانؐ کے دربار میں بطور ہدیہ پیش کرنے کے لیے لکھا تھا اگرچہ حضرت علامہ کو حجاز مقدس اور روضۂ رسول ﷺ میں حاضری نصیب نہ ہوئی۔ مگر آپؒ کی شاعری کو اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت عطا کی اور نہ صرف عجم بلکہ عرب دنیا میں بھی اقبالؒ اپنی شاعری اور سچے عاشق رسول ﷺ کی حیثیت سے بے پناہ شہرت حاصل کی۔ اقبال نبیؐ کی مدح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ایں گہر از بحر بے پایانِ اوست
تا کہ یکجا نیم از احسان اوست[3]

ترجمہ: اس شعر میں اقبالؒ نبیؐ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم ایک اللہ کی عبادت صرف آپ ﷺ کی وجہ سے کرتے ہیں ہم نے رسول ﷺ سے دین فطرت سیکھا اور اللہ کے راستے میں مشعل روشن کر کے کھڑے ہو گئے۔ یہ وحدت کا راز ایک موتی ہے جو رسولؐ کے بے پایاں سمندر سے نکلا ہم ایک جان ہیں تو یہ حضورؐ ہی کا احسان ہے۔

ذکر تو سرمایہ ذوق و سرور
قوم رادار د بہ فقیر انداز غیور[4]

ترجمہ: تیرا ذکر ذوق و سرور (عشق و مستی) کا سرمایہ ہے۔ جو قوم کو فقیری میں بھی غیرت مند بنائے رکھتا ہے۔ (کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا اس کے لئے ممکن نہیں کیونکہ وہ ایک خدا کو اپنا رب اور پروردگار تسلیم کرتا ہے)

امام بوصیریؒ اور علامہ محمد اقبالؒ پر بہت تحقیقی کام ہوا ہے۔ مگر ہمارا کام اس وجہ سے منفرد ہے کہ اس موضوع پر پہلے کام نہیں ہوا ہے کہ اہم ان دونوں شخصیتوں کے اشعار کا علمی اور فنی دونوں لحاظ سے ایک دوسرے سے موازنہ کرنے کی کوشش کریں گے اس سے ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ علمی اور فنی لحاظ سے کس نکتے پر یہ دونوں شخصیتیں کتنا ہم آہنگی رکھتے ہیں۔

اس مقالے کے لکھنے کے خصوصی مقاصد یہ ہیں۔

امام بوصیریؒ اور اقبالؒ کے نعتیہ کلام میں موازنہ اور ہم آہنگی کو واضح کرنا۔ اور یہ کہ بوصیریؒ نے نبیؐ کی مدح کیسے کی۔ اقبالؒ نے نبیؐ کی مدح کیسے کی۔ ان دونوں شخصیتوں نے کونسا اسلوب استعمال کیا۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

نبی ﷺ سے محبت ایمان کا حصہ ہے:

اسلام اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لانے کا نام ہے اس ایمان کی سب سے بنیادی بات اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ اس کائنات اور اس میں موجود تمام چیزوں اور انسان کی اپنی ذات سے بھی زیادہ محبت ہے۔ اللہ کی محبت ایسی محبت کہ اس کے ساتھ کوئی بھی شریک نہیں ہو سکتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ ۖ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ[5]

ترجمہ: کچھ لوگوں نے ایسے شریک بنا رکھے ہیں۔ جن کے ساتھ وہ ایسی محبت کرتے ہیں جو کہ اللہ کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ ایمان والوں کی محبت تو اللہ کے ساتھ سب سے زیادہ ہے اللہ پر ایمان کے بعد اگر کوئی ہستی اس کائنات میں محبت اور اطاعت کا لائق ہے تو وہ صرف رسولؐ کی ہستی ہے۔ نبی مہربان محمد ﷺ فرماتے ہے.

والذي نفسي بيده لاَ يؤمِنُ أَحَدُكُم حَتّى أَكُونَ أَحبّ إِلَيهِ مِن وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنّاسِ أَجمَعِينَ[6]

ترجمہ: اُس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے تم میں سے کوئی اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے والدین اُس کی اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ثَلاَثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلاَوَةَ الإِيمَانِ، أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لاَ يُحِبُّهُ إِلاَّ لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ[7]

ترجمہ: تین خصلتیں جس میں ہوئیں اس نے ایمان کی شرینی پائی یہ کہ اس کو اللہ اور اس کا رسولؐ اُن کو ہر چیز سے عزیز تر ہوں اور یہ کہ وہ انسان کو صرف اللہ کے لیے چاہے اور یہ کہ ناپسند کرے کروہ کفر میں پلٹے جیسے وہ ناپسند کرتا ہے کہ آگ میں پھینکا جائے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔

النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَ أَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ[8]

ترجمہ: نبیؐ مومنون کو اُن کی جانوں سے بھی زیادہ عزیز ہے اور اُس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

آدمی مومن تب ہی بنتا ہے جب رسولؐ اور ان کے لائے ہوئے دین کی محبت تمام محبتوں پر غالب آجائے۔ جب آدمی دنیا کی دوسری محبتوں کو ٹھکرا کر صرف حضور ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے اور راستے پر چلتا ہے تو وہ پکا مومن ہے۔ محب رسولؐ ہے۔ اور محب اپنے محبوب کی پسند کو اپنی پسند اور اس کی ناپسندیدگی کو اپنی ناپسندیدگی بناتا ہے۔ محبوب جس راستے پر چلتا ہے، اس راستے کو اپنی زندگی کا راستہ بنالیتا ہے، اس کی قربت و محبت اور اس کی خوشنودی کی خاطر ہر چیز قربان کرتا ہے اور قربان کرنے کے لے تیار رہتا ہے۔ اور عشق یہ ہے کہ آپؐ کا ایک ایک نقش قدم اور ایک ایک نشان راہ معلوم کیا جائے اور اس پر چلا جائے۔ یہی ایمان اور محبت کی نشانی ہے۔[9]

بوصیریؒ اور اقبالؒ محبانِ رسول ﷺ

ہر انسان کی زندگی کو ہم کئی ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں دنیا میں کچھ بد قسمت لوگ بھی گزرتے ہیں جو نیکی سے بدی کی طرف عازم سفر ہوتے ہیں اور کچھ ایسے نامور خوش بخت بھی ہیں جن کو اللہ تبارک و تعالیٰ توبہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور ان کی زندگی میں ایسے موڑ آتے ہیں جن سے ان کی زندگی یکسر بدل جاتی ہے۔ ان نامور اور خوش بخت حضرات میں امام بوصیریؒ بھی جو کہ ایک آزاد خیال اور ہجو گو شاعر تھے جب وہ بیمار ہوتے ہیں تو ان کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی اور آپؒ نے نبی مہربانؐ کی شان اقدس میں قصیدہ لکھ ڈالا، یہ قصیدہ ایک شاعرانہ کلام ہے۔ اور اس کلام مبارکہ کو اللہ تعالیٰ نے لازوال شرف قبولیت اور شہرت دوام عطا کی۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

امام بوصیریؒ کا پورا نام محمد بن سعید بن حماد بن محسن بن عبد اللہ بن صنہاج ھلال الصھناجی ہے۔ان کے اباو اجداد شمالِ افریقا کے بربری نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ مصر کے شہر دلاص آکر آباد ہو گئے، بعدازں "بوصیر" منتقل ہو گئے یہ دونوں جگہے بوصیر اور صعید مصر کے گاؤں تھے۔ پس ان کی نسبت ان دو جگہوں کی طرف کی گئی "الدلاصیری" و "البوصیری" لیکن بعد میں بوصیری کے نام سے مشہور ہو گئے۔بوصیری یکم شوال ۶۰۸ھ کو دلاص میں پیدا ہوئے اور پرورش بوصیر میں ہوئی ۶۹۵ھ کو اسکندریہ میں ۸۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔[10]

بچپن میں کتابت، قرآت اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید حفظ کیا اور بنیادی تعلیم حاصل کرنے کے بعد ادب اور کتابت میں مہارت حاصل کی، جوانی کی عمر میں شعر کہنا شروع کیا جو مدح، ذم اور شکوہ پر مشتمل تھا۔ پھر ہجویہ شاعری سے تائب ہو کر اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو شرف قبولیت عطا کی۔[11]

جبکہ اقبالؒ جس مسلم گھرانے کی فضاء میں آنکھ کھولی وہ اخلاص کی سادگی اور دین کی سچائی میں ڈوبا ہوا تھا۔ پھر جن اساتذہ وقت سے انہیں ابتدائی تربیت پانے کی سعادت حاصل ہوئی ان میں علم کی گہرائی بھی تھی اور حسن عمل کی اثر انگیزی بھی۔یوں اقبالؒ نے اپنے گھر سادگی کے ساتھ خلوص اور دین حق کے ساتھ سچے لگاؤ کی عملی تربیت پائی جبکہ اپنے اولین اساتذہ سے اسلامی علوم سے آگاہی اور اسلامی اصولوں پر عمل کا پہلا درس لیا۔آگے چل کر یہی باتیں عملی زندگی میں دین اسلام اور ملت بیضاء سے وابستہ رہنے، اپنی ماضی وحال اور مستقبل کی خیر رکھنے کر اپنا دستور العمل بنانے کا وسیلہ بنیں۔[12]

علامہ کی طبیعت میں اس قدر سوز و گداز تھا اور آپؒ حبِ رسولؐ میں اس قدر سرشار تھے کہ جب کبھی حضورؐ کا ذکر خیر ہوتا بے تاب ہو جاتے اور دیر تک روتے رہتے، اگر کسی وقت آپؒ سرکار دوعالمؐ کی سیرت پاک کے کسی عنوان پر گفتگو فرمانے لگتے تو ایسی عام فہم سیر حاصل اور شگفتہ بحث کرتے کہ ہر موافق و مخالف حضورؐ کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ علامہ کے نزدیک عشق رسولؐ سیر دین بھی ہے اور وسیلہ دنیا بھی۔اس کے بغیر انسان نہ دین کا نہ دنیا کا[13]۔ فرماتے ہیں۔

در دلِ مسلم مقام مصطفی است
آ بروئے ماز نامِ مصطفی است[14]

اقبالؒ خود کو ایک فلسفی اور شاعر کہنے میں ایک گنا تامل و تردد کرتے تھے، مگر اپنے جس وصف کو تسلیم کرنے میں کبھی تردد اور ہچکچاہٹ محسوس نہیں ہوئی وہ ہے عشق مصطفیؐ ان کی قلندرانہ روشن اور اُمت محمدیہؐ کی خیر خواہی و ہمدردی۔ان کا ایمان تھا کہ عشقِ مصطفیؐ میں دین و دنیا کی فلاح ہے۔[15] اقبالؒ کی سیرت اور زندگی کا سب سے ممتاز محبوب اور قابل قدر وصف جذبہ عقیدت تھی، اس کا اظہار ان کی چشم نمناک اور دیدہ تر سے ہوتا تھا۔ کہ جہاں کسی نے حضورؐ کا نام ان کے سامنے لیا، ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے رسول اللہؐ کا نام آتے ہی اور ان کا ذکر چھڑتے ہی اقبالؒ بے قابو ہو جاتے تھے۔[16] وہ حج یا عمرے کے لیے بڑے بے تاب رہتے لیکن انہیں یہ سعادت جسمانی طور پر نصیب نہ ہو سکی لیکن انہوں نے ارمغان حجاز کے ایک باب بعنوان، حضور رسالت ﷺ میں آپؐ کو مخاطب کر کے اپنے ذاتی واردات قلب اور امت مسلمہ کی دل گداز تصویر کھینچ کر رکھ دی۔[17]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

بوصیریؒ اور اقبالؒ کی نعتیہ شاعری کا اسلوب:

امام بوصیری بچپن ہی سے شعر وشاعری کا شوق رکھتے تھے اور وہ اس معاملے میں ملکہ خاص لے کر پیدا ہوئے تھے چنانچہ اُنہوں نے اس میں نہایت اعلیٰ وارفع مقام حاصل کیا۔ ان کی شاعری میں شرین بیانی تراکیب اعلیٰ، حسنِ لطافت اوجِ کمال پر پہنچی ہوئی ہے قصیدہ بردہ شریف نعتیہ شاعری کے لحاظ سے دردو سوز اور خلوص وعقیدت کی چاشنی سے بھرا ہوا ہے۔ جذب وشوق کیف ومستی اور سوز وگداز کے لحاظ سے یہ قصیدہ اپنی مثال آپ ہے۔ یہ قصیدہ اپنے مضامین واسلوب کے اعتبار سے بلند مقام رکھتا ہے، یہ عظمت رسولؐ کا بے مثال نمونہ ہے۔ اس میں بیان کردہ مضامین اپنے ربط کے لحاظ سے باہم مربوط ومنسلک ہیں۔ بوصیریؒ نے نبی اکرمؐ کی مدحت میں اُن کے اخلاق جلیلہ اُن کی پیدائش مبارکہ ان کے معجزات اور معراج النبیؐ اور عزوات النبیؐ کا ذکر کیا ہے گویا یہ قصیدہ نبیؐ کی پوری حیاۃ مبارکہ کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور ان لوگوں کے خیالات ونظریات کورد کیا گیا ہے جو اسلام کے منافی ہیں۔ آخر میں نبیؐ کو وسیلہ بنا کر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ورحمت اور شفاعت رسولؐ ہے فرماتے ہیں۔

خَدَمْتُهُ بِمَدِيْحٍ اَسْتَقِيْلُ بِهِ

ذُ نُوبَ عُمْرٍ مَّضىٰ الشِّعْرِ والخِدَمِ[18]

ترجمہ: میں نبی اکرمؐ کی شان اقدس میں یہ قصیدہ لکھا ہیں کہ اس کے ذریعے میں اپنی عمر بھر کے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں۔ جو میں نے اپنی عمر بادشاہوں کی مدح سرائی وخدمت گزاری میں بسر کی ہے۔ بوصیریؒ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں التجاء کرتے ہیں کہ اے میرے رب میری دعا تو تونے سن لی ہے کہ میری امید اور حسن ظن کو کبھی نہ ٹوٹنے دے۔

يَا رَبِّ وَاجْعَلْ رَجَآئِيْ غَيْرَ مُنْعَكِسٍ

لَدَيْكَ وَاجْعَلْ حِسَابِيْ غَيْرَ مُنْخَرِمٍ[19]

ترجمہ: اے میرے رب تو میری دعا اور فریاد سنی ہے تو میری اُمید کو جو میں نے تجھ سے وابستہ کر رکھی ہے اسے درست بنادے اور میرے حسن ظن کو جو تجھ سے ہے اسے نہ ٹوٹنے والی اور غائب بنادے۔

اقبالؒ کی شاعری کا خلاصہ جوہر اور لب لباب عشق رسولؐ اور اطاعتِ رسولؐ ہے۔ فقیر وحیدالدین لکھتے ہیں، میں ڈاکڑ صاحب کی صحبتوں میں عشق رسولؐ کے جو منظر دیکھے ہیں۔ ان کا لفظوں میں پوری طرح اظہار بہت مشکل ہے۔[20] اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے والد محترم سے نبیؐ کا نام مبارک سیکھا تب سے نبیؐ سے محبت وعشق کی آگ روشن ہوگئ۔

از پدر تا نامِ تو آموختم

آتش این آرزو افروختم[21]

ترجمہ: میں نے اپنے والد محترم سے حضورؐ کا نام مبارک سیکھا تو ساتھ ہی اس آرزو کی آگ بھی روشن ہوگئی۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

اے زیاد غیر تو جانم تہی
بر لبش آرم اگر فرماں دہی[22]

ترجمہ: اس شعر میں اقبال نبی اکرمؐ سے اپنی محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے پاک ذات میری جان آپؐ کی یاد کے علاوہ کسی دوسرے کی یاد سے خالی ہے یعنی کسی کی یاد میری جان میں سما نہیں سکتی، اگر اجازت ہو تو وہ آرزو میں زبان پر لے آؤں؟۔[23]

اقبالؒ اردو شاعری میں اپنے دور کے خود موجد ہیں۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں اشعار کی بے بہا دولت عالم فانی پر نچھاور کیا۔ اقبالؒ نے نعت کی صنف میں دیگر شعراء کی طرح کوئی الگ قصیدہ، مثنوی یا غزلیات نہیں لکھیں۔ بلکہ ان کی تقریباً تمام شاعری اسلامی جذبات کی شاعری ہے۔ حضور اکرمؐ کی سیرت کے عملی پہلو، ان کے کلام میں موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔ علامہ نے اپنے اشعار میں انسانیت کو عمل کا پیغام دیا ہے۔ مرد مومن سرور کونینؐ کے اسوۂ حسنہ اور سیرت و کردار کا حامل انسان ہے۔ ان کی شاعری قرآن پاک کے مطالعہ اور محسن انسانیت کے سیرت و کردار کے عمیق مطالعے کا نتیجہ ہے۔ اقبالؒ حضور اکرمؐ اور آپؐ کے اصحابؓ کو بحیثیت ایک فرماں روا، ایک مصلح، ایک سپہ سالار، ایک منصف، ایک معلم، ایک مجاہد اور دیگر انسانی خصوصیات کے حامل کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اقبالؒ نے ہادی دوجہاںؐ کے اخلاق و کردار کی جیتی جاگتی صفات کو پیش کر کے مسلمانوں میں عملی زندگی سے محبت کا جذبہ پیدا کیا۔ انہیں آزادی فکر، آزادی گفتار، آزادی رائے اور حقوق کے حصول کے لیے جرات و جوانمردی کے گہر یائے گراں مایہ سے لبریز کیا۔ اس لحاظ سے اقبالؒ کی نعتیہ شاعری دیگر شعراء کی نعتیہ شاعری سے نہ صرف مختلف ہے بلکہ حقیقتاً جدید رنگ کی نعت کہلاتی ہے۔[24]

سالارِ کارواں ہے میر حجازؐ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرام جان ہمارا[25]

اقبالؒ مومن کی حیات و زندگی کو عشق سے تعبیر کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ مؤمن عشق سے زندہ ہے کھانے پینے سے نہیں اور یہ عشق و مستی حضورؐ کے آفتاب کی شعاع ہے فرماتے ہیں۔

مومناں زید سپہر لاجورد
زندہ از عشق اندونے از خواب وخورد
می ندانی عشق و مستی از کجاست؟
ایں شعاعِ آفتاب مصطفیٰؐ ست[26]

ترجمہ: مومن نیلے آسمان کے نیچے عشق سے زندہ ہے، سونے اور کھانے پینے سے نہیں کیا تو نہیں جانتا کہ عشق اور مستی کہاں سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ عشق و مستی حضورؐ سرور کونینؐ کے آفتاب کی شعاع ہے۔[27]

دوسرے شعر میں اقبالؒ مسلمانوں کو نصحانہ انداز میں سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے مسلمان تو اُس وقت تک زندہ ہے جب نبیؐ کی عشق و محبت تیری روح میں ہے اور یہ محبت کی تپش تیرے ایمان کا سرمایہ ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

زندہ تا سوزِ او در جانِ تست
ایں نگر دارندہ ایمانِ تست[28]

ترجمہ: تواس وقت تک زندہ ہے جب تک اس آفتاب کی تپش تیری روح میں ہے یہ تپش تیرے ایمان کی محافظ ہے۔[29]

نعت کے فن کو علامہ اقبالؒ نے رعنائی عطا کی ہے۔ زبان و بیان کی دلکشی شکوہ الفاظ اور وقار معنی سے نوازا ہے۔ ان کے فنی ارتقاء سے نعت کے فن کو بھی نزاکت اور شاعرانہ بلاغت ملی اور شاعر کے براہ راست نعتیہ اشعار کے ساتھ ساتھ بالواسطہ طریقہ خطاب سے نعت کی صنف کو ایک نئی طرح نصیب ہوئی ہے اور انسانیت کو معراج کی دولت ملی۔[30]

اقبالؒ اپنے اس شعر میں مسلمانوں کو یہ نکتہ سمجھاتے ہیں کہ مؤمن کے لیے واقعہ معراج میں ایک بات چھپی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر مسلمان اللہ کا صحیح بندہ بن جائے تو وہ آسمانوں کی تسخیر کر سکتا ہے۔ فرماتے ہیں۔

ناوک ہے مسلماں! ہدف اس کا ہے ثریا
ہے سرّ سرا پردہ جان نکتہ معراج[31]

ترجمہ: مسلمان کو اگر تیر سمجھو تو نشانہ اس کا آسمان کی بلندی پر ثریا (ستاروں کا ایک جھرمٹ) ہے۔ معراج کے واقعہ کے اندر جو باریک بات یا جو رمز چھپی ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ معراج بندہ مومن کی جان کے خلوت خانے کا بھید ہے مراد یہ ہے کہ جس طرح نبی کریمؐ شب معراج (بشر ہوتے ہوئے۔ اللہ کے بندے ہوتے ہوئے) سدرۃ المنتہی سے بھی آگے کی سیر کر آئے اسی طرح مسلمان بھی اگر خدا کا صحیح بندہ بن جائے تو وہ بھی آسمانوں کی تسخیر کر سکتا ہے۔ واقعہ معراج ہمیں یہ بھید بتا رہا ہے اور ہم پر یہ بات آشکار کر رہا ہے کہ جو مسلمان بھی اللہ کا بندہ بن کر اپنے اندر ولولہ شوق پیدا کر لے گا وہ تسخیر کائنات کا موجب بن جائے گا۔[32]

بوصیریؒ اور اقبالؒ کی نعتیہ شاعری کا موازنہ:

بوصیریؒ اور اقبالؒ دونوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مہربانؐ کا عشق و محبت وافر مقدار میں عطا فرمایا تھا۔ اور یہ عشق و محبت آپ دونوں کی پوری شاعری کو سمیٹا ہوا ہے ارمغان حجاز عشق رسولؐ کے حوالے سے اقبالؒ کے شعری سلسلے کی وہ کڑی ہے جو آپؒ نے اپنی عمر کے آخری حصے میں نبی مہربان حضرت محمد ﷺ کے دربار میں پیشی کے لیے بطور ہدیہ تیار کیا تھا اگرچہ حجاز مقدس کی زیارت نصیب نہ ہو سکی مگر علامہؒ کی شاعری کو ایک سچے عاشق رسولؐ کی حیثیت سے وہ شرف قبولیت حاصل ہوئی جو کہ بہت کم خوش نصیبوں بلکہ سچے عاشقوں کے حصے میں آتی ہے، چونکہ اقبالؒ کا دل نبیؐ کی سچی محبت میں ڈوبا ہوا تھا اس لیے اُن کو ہر وہ چیز بھلی اور پیاری لگتی تھی جن کو نبی مہربانؐ کی محبت سے نسبت تھی اور آپؒ تمام محبان رسولؐ سے بھی اسی طرح محبت کرتے تھے۔ اقبالؒ، بوصیریؒ کے قصیدہ بردہ شریف کے سچے شیدائی تھے، اس لیے جابجا آپ کے اشعار میں قصیدہ بردہ کا حوالہ بھی ملتا ہے۔ رموز بیخودی میں فرماتاہیں۔

امتش در حرز دیوار حرم
نعرہ زن مانند شیراں در اجم[33]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

ترجمہ: رسول پاک کی امت حرم پاک کی پناہ گاہ (دیوار) میں اس طرح نعرے لگا رہی ہے جس طرح شیر جنگل میں دہاڑتے ہیں یہ شعر قصیدہ بردہ کے اس شعر سے ماخوذ ہے۔

اَحلَّ اُمَّته فی حرز مِلّته

کاللیث حل مع الاشبال فی اجم[34]

ترجمہ: مطلب یہ ہے رسولؐ نے اپنی امت کو ملت کے حصار میں بٹھا دیا جس طرح شیر اپنے بچوں کے ساتھ جنگل میں بیٹھ جاتا ہے۔اس شعر میں اقبالؒ کہتے ہیں کہ اللہ نے شریعت و رسالت ہم پر ختم کر دی اور اس دنیا کو رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی اور رونق ہم ہی سے ہیں اور نبیؐ خاتم النبیین ہیں اور ہم قوموں کے ختم کرنے والے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

رونق ازما محفل ایام را

او رسل راختم وما اقوام را[35]

اقبالؒ فرماتے ہیں خدا نے ہم پر شریعت ختم کر دی اور ہمارے رسولؐ پر رسالت ختم ہو گئی۔ اب زمانے کی مجلس میں رونق ہمارے ہی دم سے رہے گی۔ ہمارے رسول رسولوں کے خاتم تھے، ہم قوموں کے خاتم ہیں۔[36] اقبالؒ نے یہ شعر قصیدہ بردہ شریف سے اخذ کیا ہے۔

لما دعی اللہ داعینا لطاعته

باکرم الرسل و کنا اکرم الامم[37]

ترجمہ: جب اللہ تعالی نے ہمارے داعی یعنی رسول اللہؐ کو اکرم الرسل (تمام رسولوں سے زیادہ بزرگ) کہہ کر خطاب کیا تو ہم اس ذات پاک کی بدولت بزرگ ترین امت بن گئے۔

اقبالؒ کی نعتیہ شاعری کا مطالعہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اقبالؒ امام بوصیریؒ سے متاثر بھی نظر آتے ہیں اور دونوں کے اشعار میں سچے عاشق کی سوز و گداز، تڑپ گہری عقیدت اور اپنی کم مائیگی نظر آتی ہے۔ امام بوصیریؒ نے قصیدہ بردہ شریف اور درود وسلام کے ذریعے نبیؐ کے وسیلے سے اپنی بیماری سے شفا کے لیے دعا مانگی تو آپؐ کو شفا کاملہ نصیب ہوئی اسی طرح اقبالؒ بھی امام بوصیریؒ کی تقلید کرتے ہوئے اپنے گلے کی بیماری سے شفا کے لیے دعا گو نظر آتے ہیں فرماتے ہیں۔

اے پناہ من حریم کوئے تو

من بامیدے رمیدم سوئے تو[38]

ترجمہ: مطلب ہے کہ آپؐ کے گھر کی گلی میری پناہ گاہ ہے۔ میں ایک امید لے کر آپؐ کی طرف آیا ہوں۔

دوسرے شعر میں اپنی بیماری کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

آں نوا در سینہ پروردن کجا
وز دمے صد غنچہ واکردن کجا[39]

ترجمہ: اس آواز کا سینے میں پرورش پانا اب کہاں ہے (جو پہلے تھی) یعنی میرا گلا اب بیٹھ گیا ہے میں آواز نہیں لگا سکتا۔ وہ ایک دم میں سینکڑوں غنچے کھلانے والی بات اب کہاں ہے یعنی کبھی میں ایک ایک دم میں کتنی باتیں کر لیتا تھا خوب تقریریں کیا کرتا تھا اب وہ صورت حال ختم ہو چکی ہے میری بات میرے لب تک نہیں آتی۔[40]

دوسرے شعر میں رقمطراز ہیں۔

آہ ازیں دردے کہ در جان وتن است
گوشہ چشم تو داروے من است[41]

ترجمہ: آہ اس تکلیف پر جو میرے جان وتن میں ہے۔ آپ ؐ کا گوشہ چشم (میری اس تکلیف کی) دوائی ہے (آپ ؐ کی توجہ میری وہ بیماری) دور کر دے گی۔ جس سے میرا بدن اور جان تکلیف میں ہے۔[42]

اپنے دوسرے شعر میں اقبالؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح بوصیریؒ کو آپ ؐ کے وسیلے سے شفا کاملہ عطا ہوئی تو میں بھی بوصیریؒ کی طرح آپ ؐ کو وسیلہ بناتا ہوں۔

چوں بصیری از تومی خواہم کشود
تا بمن باز آید آں دوزے کہ بود[43]

ترجمہ: امام بصیریؒ کی طرح (جن کی بیماری کو آپ ؐ نے صحت عطا کی تھی) میں بھی آپ ؐ سے (اپنی مشکل) کا حل چاہتا ہوں۔ کہ میں بھی آپ ؐ کی توجہ سے تندرست ہو جاؤں اور اپنی مصرفیات کا پھر سے خوش اسلوبی سے آغاز کروں۔[44]

رموز بیخودی میں فرماتے ہیں۔ کہ اے نبی ؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ ؐ نے بوصیریؒ کو چادر عطا کی اور سلمیٰ کی ساز مجھے مرحمت فرمائی۔

اے بصیری را ردا بخشندہ
بربط سلما مرا بخشندہ[45]

ترجمہ: مطلب ہے آپ ؐ نے بوصیریؒ کو چادر مرحمت فرمائی اور سلمیٰ کی بربط (ساز) مجھے عطا فرمائی۔[46]

شاہد حالش نبی انس وجاں
شاہدے صادق ترین شاہداں[47]

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

ترجمہ: اس کے حال کے شاہد انسانوں اور جنوں کے نبی ہیں۔ وہ ایسا شاہد ہے کہ تمام شاہدوں سے زیادہ صادق ہے۔[48] اقبالؒ مسلمانوں کو نبیؐ کے اسوۂ حسنہ کو اپنانے کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے مسلمان تو نبیؐ کی طرح دنیا میں زندگی گزارو تاکہ تم بھی انسانوں اور جنوں کا محبوب بن جاؤ۔

در جہاں زی چوں رسولؐ انس وجا ل
تاچو او باشی قبول انس وجان[49]

ترجمہ: دنیا میں انسانوں اور جنوں کے رسولؐ کی طرح جی یعنی زندگی گزار تاکہ تو بھی ان کی طرح جنوں اور انسانوں کا محبوب بن جائے ۔ جو شخص نبیؐ کی اطاعت کی اور آپؐ کے اسوہ حسنہ کو اپنائے تو وہ تمام مخلوقات میں بہترین محبوب خلائق ہوگا۔ بوصیریؒ اقبالؒ کی طرح نبیؐ کی تعریف کرتے ہیں کہ آپؐ انس و جان کے نبیؐ ہیں اور دونوں جہانوں کے سردار ہیں۔

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرُبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ[50]

ترجمہ: بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ محمد ﷺ انسانوں اور جنوں دونوں جہانوں عرب و عجم اور دین و دنیا کے سردار ہیں۔
دوسرے شعر میں بوصیریؒ نبیؐ کی سخاوت و علم حسن و خوبصورتی اور اخلاق عالیہ کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِی خَلْقٍ وَّ فِی خُلُقٍ
وَلَمْ یُدَا نُوْہُ فِی عِلْمٍ وَّ لاَ کَرَمْ[51]

ترجمہ: نبیؐ حسن و خوبصورتی اور اخلاق جلیلہ میں تمام انبیاءؑ پر فوقیت حاصل کر چکے ہیں اور کوئی نبیؑ یا پیغمبرؑ اپنے علم اور سخاوت و معرفت میں آپؐ کے علم اور سخاوت تک نہیں پہنچا۔ بالکل اسی طرح اقبالؒ نبیؐ کی مدحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبیؐ پہ آکے تمام انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا۔

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا[52]

ترجمہ: اقبالؒ فرماتے ہیں کہ حضور مقبولؐ کی ذات والا صفات تو عقل و دانش کی کلیت سے ہم اہنگ ہے۔ یہی وہ ذات پاک ہے، جو خداوند عزوجل تک رسائی کی ضمانت دے سکتی ہے۔ یہی وہ ذات والا صفات ہے جس پر اس دنیا میں آنے والے انبیاءؑ اور پیغمبروں کا سلسلہ ختم ہوا کہ وہی تو نبی آخر ہیں۔ اور وہی اس پوری کائنات کے آقا و مولا ہیں۔ انہی کی خاطر یہ کائنات وجود میں آئی۔ یہی وہ ذات پاک ہیں جو راستے کی گرد کو بھی کوہ طور کی تجلیوں میں ڈھالنے کی قدرت رکھتی ہے۔[53] بوصیریؒ کے محاسن اور اخلاق جلیلہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آپؐ کی ذاتِ اقدس نور سے ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

مُنَزَّہٌ عَنْ شَرِیْکٍ فِی مَحَاسِنِہٖ
فَجَوْھَرُ الْحُسْنِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْقَسِمٖ[54]

ترجمہ: نبیؐ کے محاسن اور اخلاق ایسی ہیں کہ ان میں کوئی بھی شریک نہیں ہو سکتا اس لیے جو جوھر حسن آپؐ کی ذات اقدس میں ازل سے ہے وہ ایسا جوہر ہے جو کسی دوسرے میں منقسم نہیں۔

اسی طرح اقبالؒ بھی نبیؐ کے محاسن کا ذکر کرتے ہیں۔

جوہر او نے عرب نے اعجم است
آدم است وہم ز آدم اقدم است[55]

ترجمہ: نبیؐ کا جوہر نہ عربی ہے اور نہ عجمی ہے وہ آدم ہیں لیکن آدم سے پہلے ہوئے ہیں مراد ہے کہ آپؐ کا جوہر ہر قسم کی قید سے آزاد ہے یعنی اس کا کسی طرح بھی تفہیمی یا عقلی احاطہ نہیں کیا جا سکتا یہ جوہر زمان و مکان اور رنگ و بو سے مبرا ہے۔[56]

بوصیریؒ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ اسی ذات اقدسؐ سے رشتہ جوڑا گر آپ بزرگی و عزت کے خواہاں ہیں۔

فَانْسُبْ اِلی ذَاتِہٖ مَا شِئْتَ مِنْ شَرَفٍ
والنْسَبْ اِلی قَدْرِہٖ مَاشِئْت مِنْ عِظَم[57]

ترجمہ: مطلب ہے پس آپ اپنی نسبت نبیؐ سے کر جو شرف و عظمت آپ چاہتے ہیں اور اُن کے قدر و منزلت کی طرف نسبت کر اگر تو عظمتوں کا خواہاں ہیں۔

مقام خویش اگر خواہی درین دیر
بحق دل بند وارہ مصطفیٰ ﷺ رو[58]

ترجمہ: اگر تو اس زمانے میں کوئی مقام (کوئی مرتبہ) حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کی صورت یہی ہے کہ اللہ سے دل لگا اور حضرت محمد ﷺ کے راستے پر چل ان کی شریعت، سنت اور اسوۂ حسنہ کو اختیار کر۔ تو تمہیں دنیا میں عزت و مرتبہ حاصل ہو جائے گا۔[59]

بوصیریؒ حضورؐ کے ظاہری اور باطنی کمالات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اَعْیَ الْوَرَی فَھْمُ مَعْنَاہُ فَلَیْسَ یُرَی
لَلْقُرْبِ وَالْبُعْدِ فِیْہِ غَیْرُ مُنْفَحِمٖ[60]

ترجمہ: حضورؐ کے کمالات ظاہری اور باطنی کا کوئی فہم وادراک نہیں کر سکتا اس کی حقیقت کو قریب العہد اور بعید العہد کوئی بھی ادراک نہیں کر سکتے یہ سب اس بارے میں عاجز ہیں کہ آپؐ کس مقام کے اہل ہیں۔ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر زمقام محمدؐ عربی است[61]

بوصیریؒ نبیؐ کے معجزات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ آدمؑ سے نبی اکرم خاتم المرسلینؐ تک جتنے انبیاء ورسل آئے انہوں نے جتنے بھی معجزات دکھلائے وہ حقیقت میں حضورؐ کے فیضان نور کی بدولت ہیں۔

وَ کُلُّ اٰیٍ اَتیِ الرُّسُلُ الْکِرَامُ بِھَا
فَاِنَّمَا اتَّصَلَتْ مِنْ نُّوْرِہٖ بِھِم[62]

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ بنی خاتم الرسلینؐ تک جتنے انبیاء ورسل مبعوث ہوئے اور نشانیاں دکھلائیں۔ وہ سب کے سب انہیں حضورؐ کے نور کی بدولت نصیب ہوئے۔

اسی طرح اقبالؒ فرماتے ہیں کہ تمام رسل علیہم السلام نے آپؐ کے نقش پا سے استفادہ کیا۔

ہمچناں آں راز دان جزو وکل
گرد پایش سرمہ چشم رسل[63]

ترجمہ: مطلب ہے کہ جناب رسول کریمؐ جو کہ جزو وکل کے رازدان ہیں۔ آپؐ کے پاؤں کی گرد رسولوں کی آنکھوں کا سرمہ ہے۔[64]

بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ سرور کائناتؐ کے دستِ مبارک کی وجہ سے کنکریوں کو اللہ تعالیٰ کی تسبیح کا شرف حاصل ہوا۔

نَبَذًا بِہٖ بَعْدَ تَسْبِیْحٍ بِبَطْنِھِمَا
نَبْذَ الْمُسَبِّحِ مِنْ اَحْشَآءِ مُنْتَقِمِ[65]

ترجمہ: محمد رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کو اس انداز میں دشمنوں کی طرف پھینکی کہ وہ آپؐ کی ہتھلیوں میں تسبیح وثناء پڑھ رہی تھیں اور اسی تسبیح کو پڑھتی ہوئی وہ دشمنوں کی طرف گئیں جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے تسبیح کرنے والے حضرت یونسؑ کو نگلنے والے مچھلی کے پیٹ سے باہر پھینکا تھا۔ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

مدعا پیدا نگر دد زین دوبیت
تانہ بینی از مقام مارمیت[66]

ترجمہ: ان دو شعروں میں مدعا ظاہر نہیں ہوگا۔ جب تک کہ تو مقام مارمیت کو نہیں سمجھے گا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے نبیؐ وَمَارَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ یعنی اے محمد ﷺ وہ کنکریاں آپؐ نے نہیں پھینکی تھی۔ ولیکن اللہ نے پھینکی تھی۔[67]

بوصیریؒ واقعہ شق القمر کا شق الصدر سے خصوصی مناسبت اس انداز میں دی ہے۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

اَقْسَمْتُ بِالْقَمَرِ الْمُنْشَقِّ اِنَّ لَهُ
مِنْ قَلْبِهٖ نِسْبَۃً مَّبْرُوْرَۃَ الْقَسَمِ[68]

ترجمہ: میں اللہ رب العزت کی قسم کھاتا ہوں کہ جس نے نبیؐ نے انگلی کے اشارے سے چاند کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا اور اس شق القمر کا نبیؐ کے شق الصدر سے خصوصی نسبت حاصل ہے اور میری یہ قسم ہر لحاظ سے پکی اور سچی ہے۔ یعنی جس طرح چاند روشن ہے اور پوری دنیا کو روشنی سے منور کرتا ہے اس طرح نبی پاکؐ کا سینہ بھی روشن ہے۔ اور گمراہ لوگ نبی پاکؐ کے اسی سینہ نور سے مستفید ہوتے ہیں اور ہدایت پالیتے ہیں۔

اقبالؒ بھی بوصیریؒ کی طرح شق القمر کا ذکر کرتے ہیں۔

آنکہ مہتاب از سر انگشتش دو نیم
رحمت او عام و اخلاقش عظیم[69]

ترجمہ: آپؐ وہ تھے کہ آپؐ کی انگشت مبارک کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ آپؐ کی رحمت عام تھی۔ اور آپؐ کا خلق عظیم تھا۔[70] یعنی آپؐ کی رحمت و شفقت سب کے لیے یکساں تھی۔ گمراہ لوگ بھی آپؐ کی رحمت اور عظیم اخلاق کی وجہ سے حلقہ بگوش اسلام ہو جاتے تھے۔

بوصیریؒ اور اقبالؒ دونوں معراج کے واقعے کا ذکر کرتے ہیں۔

سريتَ من حرمٍ ليلاً إلى حَرَمٍ
كما سرى البدرُ في داجٍ من الظلمِ[71]

ترجمہ: آپؐ مسجد الحرام سے حرم بیت المقدس تک رات کے وقت اس طرح سفر کیا جیسا کہ چودھویں کا چاند رات کے تاریک اندھیروں میں روشنی پھیلاتا ہوا رواں دواں ہوتا ہے۔ اقبال فرماتا ہیں۔

در دعائے علم الاسماستے
سر سبحان الذی اسراستے[72]

ترجمہ: وہ علم الاسماء کا مقصود و مدعا ہوتا ہے وہ نائب خدا، "سبحان الذی سرا" کا بھید (راز) ہوتا ہے۔ "سبحان الذی اسراء" پاک ہے وہ ذات جو راتوں رات لے گئی یعنی وہ ذات قابل تسبیح ہے جو اپنے بندے یعنی حضور اکرمؐ کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصی تک لے گئی۔[73]

بوصیریؒ نبیؐ کے جود سخا کی تعریف کرتے ہیں کہ دنیا و آخرت دونوں نبیؐ کی سخاوت کی بدولت وجود میں آئے اور لوح و قلم کا علم بھی۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنَیَا وَ ضَرَّ تَھَا
وَ مِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ[74]

ترجمہ: بوصیریؒ فرماتے ہیں کہ آپؐ کے جود سخا سے دنیا و آخرت وجود آئے اور لوح و قلم کا علم بھی آپؐ کی مرہون منت ہیں۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

اقبالؒ فرماتے ہیں۔

لوح بھی تُو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب[75]

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں[76]

بوصیریؒ اسلام کی شان وشوکت اور مضبوطی واستحکام کے بارے میں فرماتے ہیں۔

بُشْریٰ لَنَا مَعْشَرَ الاَسْلَامِ اِنَّ لَنَا
مِنَ العِنَایَةِ رُکْناً غَیْرَ مُنْهَدِمِ[77]

ترجمہ: ہم اہل اسلام یعنی مسلمانوں کے لیے خوشخبری ہے ہمیں نبیؐ کی بدولت شریعت کی صورت میں ایسا ستون مل گیا جو کبھی منہدم ہونے والا نہیں ہے بلکہ ہمیشہ مضبوط و مستحکم رہے گا۔

اقبالؒ بھی اسلام کے استحکام اور مضبوطی کی بات کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست
تا ابد اسلام را شیرازہ بست[78]

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر باطل دعوے کا نقش مٹا دیا اور اسلام کا شیرازہ قیامت تک مضبوط و مستحکم کر دیا یعنی اسلام تا قیامت محفوظ رہے گا۔[79]

بوصیریؒ نبی کریمؐ کی خوبیوں اور کمالات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

کَالزَّهْرِ فِی تَرْفٍ وَّ البَدْرِ فِی شَرَفٍ
وَالْبَحْرِ فِی کَرَمٍ وَّ الدَّهْرِ فِی هِمَمٍ[80]

ترجمہ: بوصیریؒ نبی کریمؐ کی ذات بابرکت کو مختلف چیزوں سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ نبیؐ کی ذات نرمی ولطافت میں پھول کی مانند ہے اور بلندی وشرف میں چودھویں کی چاند کی مانند ہے اکرام ومہربانی کرنے میں سمندر اور ہمت وحوصلے میں زمانے کی طرح ہیں۔

اقبالؒ بھی نبیؐ کی خوبیوں اور کمالات کا ذکر کرکے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ اے مسلمان تو اپنے اندر کمالات عالیہ کو سمولے۔

مصطفی بحر است وموج او بلند
خیز و ایں دریا بجوے خویش بند[81]

ترجمہ: حضرت محمد ﷺ ایک سمندر رہیں اور اس کی موجیں بہت بلند ہیں۔ اٹھ اور اس دریا کو اپنی نہر میں لے۔ مراد ہے آپؐ کی ذات ہر قسم کے کمالات لئے ہوئے ہے تو ان کو اندر سمو لے۔[82] اللہ تعالیٰ نے نبی اکرمؐ کی زندگی کو تمام لوگوں کے لیے نمونہ قرار دیا فرمایا" بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی بہترین نمونہ ہے" پس لازم ہے کہ مسلمان نبی اکرمؐ کے نقش قدم پر چلے در حقیقت رسولؐ کی اطاعت اللہ کی ہے اطاعت ہے۔

خاتمہ:

اقبالؒ اور بوصیریؒ دونوں سچے عاشق رسولؐ ہیں بوصیریؒ کا دیوان اور اقبالؒ کی پوری شاعری آپؐ کی ذات بابرکت سے عشق ومحبت عاشقانہ تڑپ اور سوز و گداز سے بھری پڑی ہے۔ اقبالؒ اگرچہ عشق ومحبت کے حوالے سے بوصیریؒ سے متاثر نظر آتے ہیں مگر اقبالؒ کی شاعری اپنے اندر بہت وسعت رکھتی ہے۔ آپؐ سے محبت کو امت کی نجات اور دنیا میں مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ جبکہ بوصیریؒ آپؐ کی خصلتوں، خوبیوں آپؐ کے گفتار، کردار اور سیرت وصورت کو اپنی محبت بھری انداز اور سوز و گداز کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ بوصیریؒ کا انداز ایک عاشق کا ہے اور اقبالؒ کا انداز ایک عاشق کے ساتھ ساتھ ایک مربی، رہبر اور فلسفی کا ہے۔ اقبالؒ ہر آن ہر لحظہ نبی مہربانؐ کی سیرت کی طرف امت کو متوجہ بھی کرتے ہیں اور خود بھی اس طرح مستغرق نظر آتے ہیں کہ نبیؐ کا نام مبارک سنتے ہی آنکھیں اور دل جواب دے دیتے ہیں آنسوؤں کو سنبھالنا اور اپنی دلی کیفیت کو چھپانا بھی آپؒ کے لیے مشکل ہو جاتی ہے۔ آپؒ بطور فلسفی اپنے آپ کو پیش کرنا گوارا نہیں کرتے ہیں بلکہ بطور عاشق اور مرد قلندر فخریہ طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہی اقبالؒ کے سچے عشق اور محبت کا کمال ہے۔

اقبالؒ کی پوری ادبیات پر شروع سے آخر تک عشق رسولؐ کی جھلک تدریج کے ساتھ عروج کی طرف گامزان نظر آتی ہے جبکہ بوصیریؒ اپنے بیماری کے دنوں صدق دل سے رجوع کرتے ہوئے نبی مہربانؐ کا دامن تھام کر نظر آتے ہیں۔ ادبیات اقبالؒ میں عشق سے نہ صرف آپؐ کے نام پر مر مٹنا ہے بلکہ آپؐ کی دی ہوئی نظام زندگی کو اپنی ذات او پوری دنیا میں غالب کرنا ہے اور یہی زندگی کا حاصل اور مقصد حیات ہے جبکہ بوصیریؒ آپؐ کی ذات وصفات عالیہ، اعلیٰ اخلاق اور علم وحکمت، ظاہری و باطنی کمالات کو ایسے پیرائے میں واضح کرتے ہیں کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں نبی مہربانؐ جیسی ہستی نہ آئی ہے اور نہ آسکتی ہے۔ اور انسانیت کی نجات فلاح آپؐ کی ذات بابرکت سے محبت وعقیدت سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

بوصیریؒ عشق رسولؐ میں یکتا نظر آتے ہیں جبکہ اقبالؒ عشق رسولؐ کے ساتھ دعوت دین میں بھی یکتا نظر آتے ہیں۔ یعنی عشق رسولؐ کے حوالے سے بوصیریؒ دلوں اور خود اقبالؒ کے دل میں اثر ڈالنے والے ہیں، جبکہ اقبال متاثر نظر آتے ہیں۔ نعتیہ شاعری میں جو سوز و گداز بوصیریؒ کا ہے اس سے سخت سے سخت تر دل بھی نرم پڑ جاتے ہیں اور طمانیت قلب اور عشق ومحبت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ اقبالؒ کی شاعری دعوت فکر کے ذریعے انسان کو اٹھ کھڑے ہونے، حق کی خاطر کمربستہ ہونے اور ادیان باطل کے خلاف علم بغاوت اٹھانے کا درس دیتا ہے۔ بوصیریؒ کی شاعری رسول اللہؐ سے عشق اور تڑپ کا نام ہے جبکہ اقبالؒ کی شاعری عاشق کو جہاد، سیاست اور اقامت دین کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کا درس دیتا ہے۔ لہٰذا دلوں میں سوز و گداز پیدا کرنے کے لیے بوصیریؒ جبکہ اس سوز و گداز کو عاشقانہ انداز میں دین کو سمجھنے اور قائم کرنے کے لیے اقبالؒ کی شاعری کو سمجھنا از حد ضروری ہے۔

حواشی وحوالہ جات

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

[1]ـ استاذ محمد رضوان احمد، شرح دیوان بوصیری، دار منتدیات الایمان، ص ۱٦

[2]ـ ایضا، ص ۱٦

[3]ـ پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، شرح کلیات اقبال، مکتبہ دانیال لاہور، ص ۱٦۸

[4]ـ ایضا، ص ۹۵۴

[5]. سورۃ البقرۃ آی: ۱٦۵

[6]ـ صحیح بخاریؒ، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، حدیث نمبر (۱۵) انسائی، کتاب الایمان، باب علامہ الایمان حدیث نمبر (۵۰۲۹)

[7]. البخاریؒ، کتاب الایمان، باب حلاوۃ الایمان حدیث نمبر ۱٦، الترمذی، کتاب الایمان، حدیث نمبر (۲٦۲۴)

[8]. سورۃ الاحزاب ایۃ ٦

[9]ـ مولانا جلیل احسن ندوی، راہ عمل ط ۷۵، اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹیڈ، ۲۰۱۳ء، ص ۴٦ ـ

[10]ـ استاذ محمد رضوان احمد، شرح دیوان بوصری، ص ۳ ـ

[11]ـ ایضاً ص ۴

[12]ـ ڈاکٹر ظہور احمد اظہر، اقبال کے نجوم ہدایت، ط: ا وفیروز سنز لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۱۱

[13]ـ ڈاکٹر محمد طاہر فاروقی، اقبال اور محبت رسول، ط: ۹، شرکت پرنٹنگ پریس لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۵،٦ ـ

[14]ـ کلیات اقبال، ص: 265

[15]ـ اقبال کے نجوم ہدایت، ص ۵ ـ

[16]ـ اقبال اور محبت رسول، ص ٦ ـ

[17]ـ سید قاسم محمود، پیام اقبال بنام نوجوانان ملت، ط ۱، مرکزی انجمن خدام القران، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۹۴ ـ

[18]. شرح دیوان بوصیري، ص ۵۳ .

[19]. ایضاء ص ۵۸ .

[20]ـ اقبال اور محبت رسول، ص ٦۱ ـ

[21]ـ پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، کلیات اقبال، ص ۲۵۴ ـ

[22]ـ ایضاً، ص ۲۵۵ ـ

[23]ـ ایضاً، ص ۲۵٦ ـ

[24]ـ گوہر ملسیانی، عصر حاضر کے نعت گو، ط ۲، بیت الحکمت لاہور، ۲۰۱۳ء، ص ۷۹، ۸۰ ـ

[25]ـ کلیات اقبال اردو (بانگ درا)، ص ۱۹۲ ـ

[26]ـ ایضاً، ص ۹۷۹ ـ

[27]ـ ایضاً، ص ۹۸۰ ـ

[28]ـ ایضاً، ص ۹۸۰ ـ

[29]ـ ایضاً، ص ۹۸۰ ـ

[30]ـ عصر حاضر کے نعت گو، ص ۸۲ ـ

[31]ـ جناب اسرار زیدی، کلیات اقبال (اردو) (ضرب کلیم)، شیخ محمد بشیر اینڈ سنز لاہور، ص ۵۹۹ ـ

[32]ـ ایضاً، ص ۵۹۹، ٦۰۰ ـ

[33]ـ پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، کلیات اقبال (فارسی)، ص ۱٦٦ ـ

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

34۔ شرح دیوان بوصیری، ص۵۱۔

35۔ کلیات اقبال (فارسی)، ص۱۶۸۔

36۔ ایضاً، ص۱۶۸۔

37۔ شرح دیوان بوصیریؒ ص:

38۔ کلیات اقبال فارسی۔

39۔ ڈاکٹر الف، دال نسیم، شرح کلیات اقبال (فارسی)، عثمان پبلی کیشنز، شیخ بشیر لاہور، ص۱۲۱۶۔

40۔ ایضاً، ص۱۲۱۷۔

41۔ ایضاً، ص۱۲۱۷۔

42۔ ایضاً، ص۱۲۱۷۔

43۔ ایضاً، ص۱۲۱۷۔

44۔ ایضاً، ص۱۲۱۷۔

45۔ ایضاً، ص۱۲۱۷۔

46۔ ایضاً، ص۴۸۷۔

47۔ ایضاً، ص۴۸۷۔

48۔ ایضاً، ص۴۸۷۔

49۔ ایضاً، ص۳۱۷

50۔ ایضاً، ص۱۸۵۔

51۔ شرح دیوان بوصیری، ص۱۶۔

52۔ ایضاً، ص۱۷۔

53۔ کلیات اقبال (اردو)، ص۳۹۰۔

54۔ شرح دیوان بوصیریؒ، ص۱۸۔

55۔ شرح دیوان بوصیریؒ، ص۱۸۔

56۔ کلیات اقبال، فارسی، ص۱۰۱۷۔

57۔ شرح دیوان بوصیریؒ۔

58۔ کلیات اقبال، فارسی۔

59۔ کلیات اقبال (فارسی)، ص۶۲۷۔

60۔ شرح دیوان بوصیریؒ۔

61۔ کلیات اقبال۔

62۔ شرح دیوان بوصیری، ص۲۱۔

63۔ کلیات اقبال (فارسی)، ص۔

64۔ ایضاً، ص۱۸۲۔

65۔ شرح دیوان بوصیریؒ، ۲۷۔

66۔ کلیات اقبال، فارسی، ص۱۸۱۔

UOCHJRS, ISSN: 2616-6496, Vol. 4 | Issue 1 |June –December 2020
DOI: 10.33195/journal.v4i01.265

67۔ ایضاً، ص ۱۸۴۔

68۔ شرح دیوان بوصیری، ص ۲۹۔

69۔ کلیات اقبال فارسی ص ۲۱۳۔

70۔ ایضاً، ص ۲۱۳۔

71۔ شرح دیوان بوصیری، ص ۴۱۔

72۔ پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، کلیات اقبال، ص ۸۰۔

73۔ ایضاً، ص ۸۰۔

74۔ دیوان بوصیری، ص ۵۷۔

75۔ جناب اسرار زیدی، کلیات اقبال (اردو) بال جبریل) ص ۵۰۵

76۔ ایضاً (بانگ درا)، ص ۲۱۳۔

77۔ دیوان بوصیریؒ، ص ۴۴۔

78۔ پروفیسر حمید اللہ شاہ ہاشمی، کلیات اقبال فارسی، ص ۱۶۸

79۔ ایضاً، ص ۱۲۸۔

80۔ دیوان بوصیریؒ، ص ۲۳۔

81۔ الف، دال، نسیم، کلیات اقبال (فارسی)، ص ۱۲۴۹۔

82۔ ایضاً، ص ۱۲۴۹۔

@ 2017 by the author, Licensee University of Chitral, Journal of Religious Studies. This article is an open access article distributed under the terms and conditions of the Creative Commons Attribution (CC BY) (http://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).